شبہ کا تصور اور اس کا اطلاق

(اسلامی قانون اور پاکستان کے عدالتی قانون کا موازنہ)

*محمد عثمان

Abstract

Doubt is inherited flaw of human being. It is feeling of uncertainity. In Islamic terminology, it is lack of conviction about Halal and Haram. Concept of doubt exist in Islamic Law and Court Law. Islami has given more comprehensive, well defined and well directed concept of doubt. Different schools of thought of Islamic Fiqh have described different kinds of doubt. Islamic Law has identified certian reasons of doubt and has suggested different ways to diminish it. Court Law has not presented comprehensive, well defined and well directed concept of doubt. Even Court Law has not chalked out different kinds of doubt. Different reasons of development of doubt are not identified. Certain methods to erase doubt are not given. It is observed that Court Law has wider range of application of benefit of doubt in differet cases especially in Hadood. Islamic Law has superiority over Court Law with respect to concept of doubt. Due to less straightforward concept of doubt in court law, mostly criminals get escape from punishment. It paves way to develop and multiply crimes in the society. It is responsibility of the experts of court law to give a comprehensive concept of doubt for proper check and balance upon criminals.

Keywords: Islamic Law, Court Law, Concept of Doubt.

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، جھنگ

تعارف:

شبہ غیر یقینی کیفیت کو کہا جاتا ہے اور اس سے مراد حلت وحرمت کا التباس ہے۔ یہ جبلت انسانی کا حصہ ہے۔ انسانی اعمال میں جب اشتباہ واقع ہو جائے تو ان اعمال کی ہیئت، صفات اور نتائج پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر یہ اشتباہ اسلامی احکام سے متعلق ہو تو یہ امر مزید احتیاط طلب ہو جاتا ہے۔ شبہ کے اسلامی احکام پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اگر حدود میں شبہ پیدا ہو جائے تو وہ ساقط ہو جاتی ہیں۔ شبہ کی صورت میں عبادات میں یقینی صورت کو اختیار کیا جاتا ہے۔ معاملات میں قرائن کو دیکھ کر کسی پہلو کا تعین کیا جاتا ہے۔ شبہ عبادات، معاملات، حدود، احوال الشخصیہ الغرض اسلامی احکام کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ اسلامی قانون کی طرح پاکستان کے عدالتی قانون میں بھی شبہ کا تصور موجود ہے۔ اس مقالہ میں ان دونوں قوانین کا تقابلی جائزہ شامل ہے۔ دونوں قوانین کا موازنہ ایک نیا تحقیقی کام ہے۔

سابقہ مواد کا جائزہ:

شبہ کے موضوع پر اسلامی فقہ کی مختلف کتب میں مواد موجود ہے۔ ابوبکر بن مسعود (۵۸۷ھ) کی کتاب ''بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع'' میں جزوی طور پر مختلف مباحث میں شبہ کی مثالیں موجود ہیں۔ ابن قدامہ (۶۲۰ھ) نے اپنی کتاب ''الشرح الکبیر'' میں اختصار کے ساتھ شبہ کے موضوع کو بیان کیا ہے۔ عبدالکریم بن محمد (۶۲۳ھ) کی کتاب ''فتح العزیز شرح الوجیز'' میں شبہ کا تعارف شامل ہے۔ عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام (۶۶۰ھ) کی کتاب ''قواعد الاحکام'' میں شبہ کی مختلف مثالیں موجود ہیں۔ عثمان بن علی الزیلعی (۷۴۳ھ) نے ''تبیین الحقائق'' میں شبہ کی مختلف صورتوں کا ذکر کیا ہے۔ فقہ کی کتب میں سب سے زیادہ مواد ابن ہمام (۸۶۱ھ) کی کتاب ''فتح القدیر'' میں موجود ہے۔ اس کتاب میں شبہ کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ابن نجیم (۹۷۰ھ) ''البحر الرائق'' الخطیب الشربینی (۹۹۷ھ) ''مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنھاج، محمد عرفہ الدسوقی (۱۲۳۰ھ) ''حاشیہ الدسوقی علی شرح الکبیر'' نے اس موضوع کو شامل کیا ہے۔ مگر ان ساری کتب میں شبہ کی مباحث جزوی انداز میں مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ شبہ کی ساری مباحث کو کسی ایک جگہ جامع انداز میں یکجا نہیں کیا گیا ہے۔

پاکستان کے عدالتی قانون میں مختلف ادوار میں مختلف عدالتوں کی Selected Rulings

میں Benefit of Doubt کی نشاندہی کی گئی ہے۔مگر کسی کتاب میں شبہ کے متعلق سارے موضوعات کو زیر بحث نہیں لایا گیا ہے۔

اس تحقیقی کام میں شبہ کے متعلق ساری مباحث کو شامل کیا گیا ہے اور استدلال کے ساتھ ''اسلامی قانون اور پاکستان کے عدالتی قانون'' کا موازنہ کیا گیا ہے۔ دوقوانین کے درمیان موازنہ، ایک نیا تحقیقی کام ہے۔اس تحقیقی کام سے ایک طرف اسلامی قانون کی جامعیت، فوقیت اور بالادستی ظاہر ہوتی ہے تو دوسری طرف پاکستان کے عدالتی قانون کے ماہرین کے لئے دعوت فکر وعمل بھی ہے کہ وہ پاکستان کے عدالتی قانون میں موجود اس کمی کو دور کرنے کے لئے اور اسے زیادہ جامع اور موثر بنانے کیلئے مربوط انداز میں کام کو آگے بڑھائیں۔

بنیادی اصطلاحات:

اس مقالہ میں درج ذیل اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں:

شبہ فی الفاعل، شبہ فی المفعول، شبہ فی الفعل، شبہ فی المحل، شبہ فی الملک، شبہ فی الحق، شبہ فی العقد، شبہ فی الطریق، احناف، شوافع، وجوہِ جرم، التحری، قرائن۔

اسلامی قانون میں شبہ کا تصور

شبہ کے لغوی معنی:

شبہ التباس کو کہا جاتا ہے جب کچھ امور ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں تو ان کو امور مشتبہ کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ:

بینهما اشباه. ''یعنی دو چیزیں ایک دوسرے کے متشابہہ ہیں.''

اور شبه علیه کے معنی ہیں.

خلط علیه الامر حتی اشتبه بغیره (۱)

''اس پر کوئی امر خلط ملط ہو گیا۔ یہاں تک کہ دوسرے کے ساتھ مشتبہ ہو گیا۔''

الشبهة بالضم الالتباس و المثل و شبه علیه الامر تشبیها لبس علیه (۲)

''الشبھۃ، شین کے ضمہ کے ساتھ التباس اور مثل کے ہم معنی ہیں جب کسی پر کوئی امر ملتبس ہو جائے تو اس کو **شبه علیه الامر تشبیها** سے تعبیر کرتے ہیں.''

المصباح المنیر میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے۔

وشبهت الشئ بالشيء اقمته مقامه بصفة جامعة بينهما واشتبهت الامور التبست فلم تتميز ولم تظهر (۳)

''اور شبهت الشی بالشی کہتے ہیں۔ جب ایک چیز کو دوسری چیز کے قائم مقام قرار دیا جائے۔ کسی ایسی صفت کی وجہ سے جو دونوں میں موجود ہو اور اشتبهت الامور اس وقت کہا جاتا ہے۔ جب امور آپس میں ملتبس ہوں۔ نہ ان میں فرق کیا جا سکے اور نہ واضح ہوں۔''

الشبهة اسم من الاشتباه وهی فيما يلتبس حله بحرمته (۴)

''اور الشبهۃ مصدر الاشتباہ سے اسم ہے اور شبہ وہاں ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی حلت اور حرمت میں التباس ہو۔''

شبہ کا اصطلاحی مفہوم:

تعریفات جرجانیہ میں مذکور ہے:

هو مالم يتيقن كونه حراما او حلالا (۵)

''جس کا حلال یا حرام ہونا یقینی نہ ہو۔''

احناف نے شبہ کی تعریف بڑی صراحت سے کی ہے۔

الشبهة ما يشبه الثابت وليس بثابت (۶)

''شبہ، جو کسی ثابت ہونے والی چیز سے مشابہت تو رکھتا ہو مگر فی الواقع ثابت نہ ہو۔''

شوافع نے شبہ کی درج ذیل تعریف کی ہے۔

الشبهة لا يوصف بحل ولا بحرمة على الاصح (۷)

''شبہ، جس کی حلت و حرمت صحیح طور پر بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔''

فقہ حنفی میں شبہ کا تصور:

فقہ حنفی میں شبہ کا سب سے جامع تصور موجود ہے:

احناف نے اپنی کتب میں شبہ کی درج ذیل اقسام بیان کی ہیں۔(۸)

۱- شبہ فی الفعل (Doubt in the action)

۲- شبہ فی المحل (Doubt in the position)

۳۔ شبہ فی العقد (Doubt of Contract)

شبہ فی الفعل:

یہ شبہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی شخص کو اپنے فعل کی حلت وحرمت کے بارے میں شبہ ہو۔ مثلاً کسی شخص کا اپنی مطلقہ ثلاث کے ساتھ عدت کی مدت میں جماع کرنا کیوں کہ طلاق کے بعد کچھ نکاح کے احکام باقی رہتے ہیں۔ اس کا یہ گمان کرنا کہ اس کا یہ فعل حلال ہے، شبہ کا باعث ہے اور اس پر حد واجب نہیں ہوگی۔ فاعل کا گمان اس لئے شبہ تصور ہوگا کہ مطلقہ ثلاث یا خلع کے بعد حاصل ہونے والی طلاق کے باوجود ازدواجی زندگی کے بعض احکامات موجود رہتے ہیں۔ یہ شبہ اس صورت میں قبول ہوگا جب وہ اپنے حرام فعل کو حلال گمان کئے ہو۔ لیکن اگر وہ اس بات کا علم رکھتا تھا کہ یہ فعل حرام ہے تو اس صورت میں شبہ قابل قبول نہیں ہوگا۔ فقہاء احناف نے شبہ فی الفعل کو ''شبہ اشتباہ'' سے موسوم کیا ہے۔(۹)

شبہ فی المحل:

یہ شبہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی ایک فعل کی حلت وحرمت ثابت کرنے والے دو دلائل باہم متعارض ہوں۔ اس صورت میں حلال ثابت کرنے والی دلیل قوت میں حرام ثابت کرنے والی دلیل سے کم ہونے کی بنا پر شبہ تصور ہوگی، اور فاعل پر اس شبہ کے نتیجے میں حد نافذ نہیں ہو پائے گی۔ اس شبہ کو شبہ حکمیہ اور شبہ ملک بھی کہا جاتا ہے۔(۱۰)

مثال:

بیٹے کے مملوکہ مال سے باپ کا چوری کرنا۔ اسلام میں چور کی سزا متعین ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا (۱۱)

''چوری کرنے والے (مرد اور عورت) کے ہاتھ کاٹ دو۔''

لیکن اس حکم کے باوجود مذکورہ صورت میں باپ کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

جس کی وجہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

انت ومالک لابیک (۱۲)

''تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کے ہیں۔''

اگر چہ قوت کے لحاظ سے حد سرقہ کی آیت سے یہ حدیث کم ہے۔مگر یہ حد کی سزا کے نفاذ میں شبہ کا باعث ہے اور شبہ کی بدولت یہ حد جاری نہیں ہوگی۔

فقہاء احناف میں امام ابوحنیفہؒ نے شبہ کی ایک تیسری قسم بھی بیان کی ہے۔اسے شبہ فی العقد کہا جاتا ہے(۱۳)

شبہ فی العقد کی مثال:

کسی شخص کا ایسی عورت کے ساتھ نکاح کے بعد جماع کرنا جو شرعی طور پر اس شخص کے لئے حلال نہیں ہے۔جیسا کہ کوئی شخص ایک وقت میں دو بہنوں سے نکاح کر لے یا چار سے زائد عورتوں سے نکاح کر لے۔

اس صورت میں تمام فقہاء نے نکاح کے باطل ہونے پر اتفاق کیا ہے-لیکن اس کے باوجود حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر اس شخص نے عقد زواج کے تمام ارکان اور شرائط پوری کرنے کے بعد یہ فعل کیا تو اس شخص کا یہ نکاح شبہ تصور ہوگا اور فاعل پر حد جاری نہیں ہوگی۔یہ موقف صرف امام ابوحنیفہؒ کا ہے جب کہ فقہاء احناف میں امام صاحب کے علاوہ دیگر فقہاء کے نزدیک یہ عقد شبہ تصور نہیں ہوگا اور اس کے فاعل پر حد نافذ ہوگی۔(۱۴)

فقہ مالکی میں شبہ کا تصور:

فقہ مالکی میں شبہ کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱۔ کسی شخص کا یہ گمان کرنا کہ اس کے فعل کا محل حلال ہے۔مثلاً کسی شخص نے اجنبی عورت کے ساتھ یہ سمجھتے ہوئے جماع کیا کہ وہ اس کی بیوی ہے لیکن بعد میں حقیقت کا علم ہوا کہ وہ اس کی بیوی نہیں تھی۔

۲۔ بلاد اسلام سے باہر پرورش پانے یا اسلام قبول کرنے کے فوری بعد کے زمانے میں کسی شخص کا اجنبی عورت کے متعلق یہ گمان کرنا کہ اس سے جماع اسلام میں کوئی قابل جرم فعل نہیں ہے(۱۵)

فقہ شافعی میں شبہ کا تصور:

شافعی مذہب کے فقہاء کے نزدیک شبہ کی تین اقسام ہیں۔(۱۶)

شبہ فی الفاعل:

۱۔ وہ شبہ جو فاعل کے اپنے گمان کی وجہ سے پیدا ہو۔

مثال:

ایک شخص کا پہلی رات میں ایسی اجنبی عورت کے ساتھ جماع کر لینا جس کو وہ اپنی بیوی سمجھ رہا ہو۔

لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ بذریعہ یمین اپنے فعل کا اعتراف کرے اور اقرار کرے کہ اس نے یہ گمان کیا ہے۔اس عورت کے ساتھ مباشرت کے نتیجے میں مہر واجب ہو جائے گا اور حمل کی صورت میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے ہی سے ثابت ہوگا اور وہ عورت عدت کی مدت پوری کرے گی۔جیسا کہ نکاح صحیح میں مقرر ہے۔(۱۷)

شبہ فی المحل:

۲۔ فقہاء شافعیہ کے نزدیک شبہ کی دوسری قسم شبہ فی المحل ہے۔

مثال:

شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ حالت صیام یا حالت حیض میں جماع کرنا۔

اس مثال میں اگرچہ شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ اس حالت میں جماع کیا جس میں جماع کرنا شرعی طور پر حرام ہے۔لیکن وہ بیوی اس کی ملکیت ہے اس لئے یہ بات شبہ تصور ہوگی اور اس حرام فعل کے باوجود شوہر پر حد نافذ نہیں ہو پائے گی۔لیکن حرمت کا علم ہونے کی صورت میں وہ تعزیری سزا کا مستحق ہے(۱۸)

شبہ فی الجہۃ او الطریق:

۳۔ فقہاء شافعیہ کے نزدیک شبہ کی تیسری قسم وہ ہے جس میں کسی فعل کی حلت و حرمت کے بارے میں اختلاف ہو۔ایسے فعل کے مرتکب شخص پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

فقہ حنبلی میں شبہ کا تصور:

حنابلہ کے نزدیک شبہ کی وہی اقسام ہیں جو فقہاء شافعیہ نے بیان کی ہیں(۱۹)

ان چاروں فقہی مکاتب فکر میں فقہ حنفی میں شبہ کا سب سے زیادہ جامع تصور ہے۔

اسلامی قانون میں شبہ کا اطلاق:

شبہ کی صورت میں عبادت میں یقینی صورت کو اختیار کیا جاتا ہے۔

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر حدث کا یقین ہو اور طہارت کے بارے میں شبہ واقع ہو تو وضو کرنا ضروری ہے۔

إذا شک فی الطهارة بعد یقین الحدث، یومر بالوضو (۲۰)

"جب حدث کے یقین کے بعد طہارت میں شک ہو تو وضو کرنا لازم ہے۔"

اگر طہارت کا یقین ہو اور حدث ہونے کا شبہ ہو تو جمہور فقہاء کے نزدیک وضو لازم نہیں ہے کیونکہ شبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ اصول یہ ہے۔

الیقین لا یزول بالشک (۲۱)

"شبہ سے یقینی صورت کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔"

شبہ کی صورت میں معاملات میں قرائن کو دیکھ کر کسی پہلو کا تعین کیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں شبہ کی صورت میں اس عمل کا اعادہ لازم ہو جاتا ہے۔

اگر کسی شخص نے اپنے ذمہ واجب الاداء زکوٰۃ کی رقم مختلف اوقات میں ادا کی ہو اور اس کے پاس ادا شدہ رقم کی تفصیل بھی تحریری طور پر موجود نہ ہو اور وہ حالتِ اشتباہ میں ہو کہ اس نے مکمل رقم ادا کر دی ہے یا نہیں تو اس شخص پر دوبارہ ادائیگی لازم ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ کی واجب الادا رقم تو یقین سے ثابت ہے اور ادائیگی میں شبہ اس کے اعادہ کو لازم بنا دیتا ہے۔ (۲۲)

اگر حدود میں شبہ واقع ہو جائے تو وہ ساقط ہو جاتی ہیں۔ حدود کے دائرہ نفاذ کو تنگ کرنا اسلام میں پسندیدہ امر ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ادرو الحدود عن المسلمین مااستطعتم فان کان له مخرج فخلوا سبیله فان الإمام أن یخطی فی العفو خیر من أن یخطی فی العقوبة. (۲۳)

"مسلمانوں سے حدود کو استطاعت کے مطابق دور رکھو۔ اگر (ملزم) کے لئے بچ نکلنے کا کوئی راستہ ہو تو

اس کا راستہ چھوڑ دو۔ حاکم معاف کرنے میں غلطی کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کرے۔''

شبہات کی بنا پر حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ادفعوا الحدود بكل شبهة (۲۴)

''حدود کو ہر شبہ سے دور کر دو۔''

اسلامی قانون میں شبہ پیدا ہونے کے اسباب

اسلامی قانون میں شبہ پیدا ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں:

اختلاف المخبرین۔ مخبرین کا اختلاف:

جب مخبرین کا کسی خبر کے بارے میں اختلاف ہو تو یہ شبہ کا سبب بنتا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو ایک عادل شخص نے خبر دی کہ پانی نجس ہے اور دوسرے نے خبر دی کہ وہ پانی پاک ہے۔ اصول یہ ہے کہ جب برابر درجہ کی دو خبریں متعارض ہوں تو دونوں ساقط ہو جاتی ہیں اور اس وقت اصل پر عمل کیا جاتا ہے اور پانی میں اصل طہارت ہے۔ کیونکہ جب کسی چیز کے حکم میں شبہ ہو تو اس کو اپنی اصل کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ یقین شبہ کے ساتھ زائل نہیں ہو سکتا اور اصل پانی میں طہارت ہے (۲۵)

الخبر المقتضی للاشتباہ۔ ایسی خبر جو اشتباہ کا تقاضہ کرے:

اسباب اشتباہ میں سے ایک سبب ایسی اطلاع بھی ہے جو مقتضی للاشتباہ ہو۔ وہ ایسی خبر ہوتی ہے جس کے ساتھ ایسے قرائن مل جاتے ہیں جو اشتباہ واقع کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کرے پھر اس کی طرف اس کی اصل زوجہ کے علاوہ کوئی عورت یہ کہہ کر پہنچا دی جائے کہ وہ اس کی بیوی ہے اور وہ اس خیال کے مطابق کہ وہ اس کی بیوی ہے اس سے جماع کرے پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کی منکوحہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے جماع کرنے سے اس پر حد نہ آئے گی۔ اس لئے کہ خاوند نے اشتباہ کے موقع و محل میں ایک دلیل شرعی پر اعتماد کیا ہے اور وہ دلیل شرعی، اطلاع اور اخبار ہے۔ یعنی کسی کو اطلاع دی گئی تو یہ اطلاع اس کے حق میں شرعی دلیل ہے اور وہ اس اطلاع پر عمل کر سکتا ہے۔ لہذا خاوند کو اطلاع دی گئی تھی وہ اس کی زوجہ ہے جبکہ فی الحقیقت ایسا نہ تھا۔ چونکہ خاوند کو اطلاع اسی طرح دی گئی تھی لہذا اس پر اعتماد کر کے اس کا جماع کرنا

جائز تھا اس لئے حقیقت ظاہر ہونے پر اس پر حد نہیں آئے گی (۲۶)

تعارض الادلة ظاهرا۔دلائل کا متعارض ہونا:

اسباب اشتباہ میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ظاہری طور پر دلائل ایک دوسرے سے متعارض ہوں۔ ظاہری طور پر اس لئے کہا ہے کہ ادلّہ شرعیہ میں فی الواقع کوئی تعارض نہیں ہوتا۔اس لئے کہ تمام دلائل شرعیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات میں تعارض نہیں ہوسکتا اور جو تعارض ہمیں بظاہر نظر آتا ہے وہ اس لئے نظر آتا ہے کہ ہمیں ان دلائل کے ظروف اور ان کی تطبیق کی شرائط کا علم نہیں ہوتا۔یا یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یقینی طور پر ان دلائل سے کیا مراد ہے اور یا ہم ان دلائل کے زمانہ ورود سے ناواقف ہوتے ہیں اور اسی طرح کی اور باتیں جن سے تعارض ختم ہوسکتا ہے ہم ان سے ناواقف ہوتے ہیں۔اس لئے ہم ان دلائل کو متعارض سمجھتے ہیں جبکہ فی الحقیقۃ دلائل شرعیہ میں تعارض نہیں ہوسکتا۔

اشتباہ کے اسباب میں سے ایک سبب ادلّہ شرعیہ کا بظاہر متعارض ہونا بھی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک باپ نے اپنے بیٹے کے مال سے چوری کر لی اب اس مسئلہ کے بارے بظاہر ادلّہ شرعیہ متعارض ہیں۔اور ادلّہ شرعیہ کا متعارض ہونا اشتباہ پیدا کرتا ہے لہذا اس اشتباہ کے پیش نظر باپ پر حد سرقہ جاری نہیں کی جائے گی۔اس مثال کی تفصیل شبہ فی المحل کی بحث میں گزر چکی ہے۔

اختلاف الفقهاء۔فقہاء کا اختلاف:

اشتباہ کا چوتھا سبب فقہاء کا اختلاف ہے۔فقہاء نے کہا ہے کہ مختلف فیہ نکاح میں جماع کرنے سے حد واجب نہ ہوگی۔جیسے ولی کے بغیر نکاح کرنا،احناف اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔(۲۷) جبکہ حنابلہ بغیر ولی کے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔(۲۸)

فقہاء کا یہ اختلاف شبہ کو جنم دیتا ہے اور حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اذا اشتبه الحد فادروه (۲۹)

جب حد میں شبہ واقع ہو جائے تو اس کو دور کر دو۔

الاختلاط۔اختلاط:

اشتباہ کا پانچواں سبب اختلاط ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ حلال حرام سے مل جائے اور ان میں امتیاز کرنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں بھی اشتباہ پیدا ہوسکتا ہے۔جیسے ایسے برتن جن میں پاک پانی ہو ان برتنوں میں مل جائیں جن میں ناپاک پانی ہو اور معاملہ مشتبہ ہو جائے۔ان دونوں قسموں کے برتنوں میں تمیز نہ کی جا سکے تو اس اشتباہ کی وجہ سے پانی کا استعمال ساقط ہو جائے گا (۳۰)

الشک۔شک:

اشتباہ کا چھٹا سبب شک ہے۔شک اپنے عمومی معنیٰ کے ساتھ ظن اور وہم کو بھی شامل کرتا ہے۔شک کی صورتوں میں سے ایک صورت فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ جس کو وضو کا یقین ہو اور حدث میں شک ہو اس پر وضو لازم نہیں ہے۔اس لئے کہ یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔(۳۱)

الجھل۔لاعلمی:

اشتباہ کا ساتواں سبب الجہل ہے۔دارالحرب میں مسلمان قید ہو جب وہ دخول رمضان کو نہ جانتا ہو اور وہ اس کے روزے رکھنا چاہتا ہو۔اس نے تحری سے ایک ماہ روزے رمضان کے سمجھ کر رکھ لئے تھے تو اس کے لئے یہ روزے، رمضان کے روزوں کی کفایت نہ کریں گے۔کیونکہ اس نے وجوب سے پہلے واجب کو ادا کر لیا ہے۔اس لئے کہ ابھی وجوب کا سبب ہی نہیں پایا گیا تھا اور وہ مشاہدۃ الشہر ہے یعنی ماہ رمضان کا آنا۔(۳۲)

النسیان۔بھول جانا:

اشتباہ پیش آنے کا آٹھواں سبب نسیان ہے۔نسیان کی ایک صورت یہ ہے کہ جب عورت اپنے حیض کی عادت کو بھول جائے اور طہر کے بارے اشتباہ پیش آ جائے اور اسے حیض کے بارے ایام معتادہ (یعنی جتنے دن کی عادت تھی) معلوم نہ ہوں اور نہ یہ معلوم ہو کہ مہینے کی کونسی تاریخوں میں یہ ایام آتے تھے تو وہ عورت تحری کرے گی اگر وہ سوچ بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ زمانہ طہر میں ہے تو اسے طاہرہ کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ تحری سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ زمانہ حیض میں ہے تو اسے حائضہ سمجھا جائے گا۔اس لئے کہ غالب گمان بھی دلیل شرعی ہے۔

اور اگر وہ متردد ہو اور اس کے گمان پر کوئی چیز غالب نہ ہو تو وہ متحیرہ ہے اور اسے مضلۃ بھی کہا جاتا ہے۔ایسی عورت کے لئے حیض اور طہر میں تعین کے ساتھ کوئی حکم نہ دیا جائے گا۔بلکہ احکام کے بارے احوط (یعنی

زیادہ محتاط پہلو) کو اختیار کیا جائے گا۔ کیونکہ ہر زمانہ جو اس پر گزرے گا اس میں احتمال ہے کہ وہ حیض کا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ طہر کا ہو۔ یہ ممکن نہیں کہ اسے دائماً حائضہ قرار دیا جائے کیونکہ یہ تو اجماعاً باطل ہے۔ اور نہ اسے دائماً طاہر قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ خون موجود ہے اور نہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسے کچھ دنوں کے لئے طاہرہ اور کچھ دنوں کے لئے حائضہ قرار دیا جائے اس لئے یہ بلا دلیل فیصلہ ہوگا۔ اس لئے مجبوری کی وجہ سے احکام کے حق میں احوط پہلو کو اختیار کیا جائے گا۔ (۳۳)

الابهام مع عدم امكان البيان ۔ابہام جس کی وضاحت کا امکان نہ ہو:

اشتباہ پیش آنے کے اسباب میں سے دسواں سبب ایسا ابہام ہے جس کی وضاحت کا بھی امکان نہ ہو۔ جیسے کسی آدمی نے اپنی دو بیویوں میں سے کسی ایک کو بغیر تعیین کے طلاق دی پھر وضاحت کرنے سے پہلے مر گیا۔ اس وجہ سے اشتباہ پیدا ہوگا کہ طلاق کس پر واقع ہوئی ہے۔ (۳۴)

اسلامی قانون میں شبہ کے زائل کرنے کے طرق:

اسلامی قانون میں شبہ کے زائل کرنے کے درج ذیل طرق بیان کئے گئے ہیں:

التحری۔غور وفکر کرنا:

تحری کا مطلب یہ ہے کہ سوچ بچار کر کے جس طرف غالب رائے ہو اس کے مطابق کسی چیز کو طلب کرنا جب حقیقتِ حال پر مطلع ہونا متعذر ہو۔ جب اشتباہ ہو اور کوئی دلیل موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں تحری کو حجت اور دلیل شرعی مانا جاتا ہے اور تحری کی بنیاد پر کیا ہوا کام عندالشرع درست قرار دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جس پر قبلہ مشتبہ ہو گیا ہو اور اسے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ اس کے پاس نہ ہو تو وہ تحری کرے گا (۳۵)۔ کیونکہ حضرت عامرؓ بن ربیعہ سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک تاریک رات میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ہمیں سمت قبلہ معلوم نہ ہو سکی تو ہم میں سے ہر شخص نے جس طرف کو قبلہ سمجھا رخ کر کے نماز پڑھ لی۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا ذکر کیا (۳۶) تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا۔

فَاَيْنَمَا تَوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. (۳۷)

''تم جس طرف منہ کرو گے اسی طرف اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔''

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قبلة المتحری جهة قصده. (۳۸)

''سوچ بچار کرنے والے کا قبلہ اسی طرف ہوگا جس طرف وہ سوچ بچار کر کے منہ کرے گا۔''

اس لئے دلیل ظاہر پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور بقدر طاقت واجب پر عمل ضروری ہے اور فرض یہ ہے کہ یا تو عین کعبہ سامنے ہو یا اجتہاد اور تحری سے سمت کا تعین کیا ہو۔

الاخذ بالقرائن ۔قرائن کے مطابق فیصلہ کرنا:

قرینہ اس علامت کو کہتے ہیں جو اشتباہ کے وقت کسی ایک جانب کو ترجیح دیتی ہے۔ قرینہ وہ چیز ہے جس سے مرجوح کو ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی قرینہ قطعیہ ہوتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ قرینہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ جب دو آدمی ایک ہی شے کے مدعی ہوں اور ان میں سے ہر ایک نے مقبول گواہ پیش کئے ہوں اور وہ دونوں شخص عدالت میں بھی برابر ہوں اور قاضی پر معاملہ مشتبہ ہو جائے۔ اگر وہ چیز جس کا دعویٰ وہ دونوں کر رہے تھے۔ وہ چیز ان میں سے کسی ایک کے قبضہ میں تھی۔ تو یہ قبضہ ایسا قرینہ ہے جو قابض کر ترجیح دے گا۔ (۳۹)

استصحاب الحال زمانہ ماضی کے حکم کو برقرار رکھنا:

رفع اشتباہ کا ایک طریقہ استصحاب حال ہے۔ استصحاب سے مراد یہ ہے کہ ایک حکم کو جو زمانہ ماضی میں جس طرح تھا اسی حال پر برقرار رکھنا اور یہ خیال کرنا کہ حکم پہلے کی طرح موجود اور لگا تار آ رہا ہے یہاں تک کہ کوئی ایسی دلیل پائی جائے جو اس حکم کو تبدیل کر دے۔ (۴۰)

جس شخص کو یقین تھا کہ وہ باوضو ہے پھر اس کو حدث کے طاری ہونے میں شک ہو گیا تو اس کو پہلے کی طرح طاہر اور باوضو سمجھا جائے گا جب تک اس کے خلاف یقینی طور پر ثابت نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ طہارت یقین سے ثابت ہے اس کو شک کے ساتھ زائل نہیں کیا جا سکتا۔ (۴۱)

الاخذ بالاحتیاط۔احوط پہلو کو اختیار کرنا:

لغت میں احتیاط کا مطلب ہے زیادہ یقینی وجہ کو اختیار کرنا۔ اس کی مثال درج ذیل ہے کہ جب شوہر اور بیوی ایک ہی بستر میں سوئے ہوئے ہوں اور جاگ کر انہوں نے اپنے اس مشترکہ بستر پر منی کو پایا لیکن ان دونوں میں سے کسی کو یاد نہیں کہ یہ کس کی منی ہے خاوند کہے کہ زوجہ کو احتلام ہوا ہے یہ منی اس کی ہے جبکہ زوجہ کہے کہ یہ منی

خاوند کی ہے اور شاید اس کو احتلام ہوا ہے تو ایسی صورت میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ احوط پہلو کو اختیار کیا جائے گا اور دونوں پر احتیاطاً غسل کرنا لازم ہوگا۔(۴۲)

الانتظار لمضی المدة۔مدت گزرنے کا انتظار کرنا:

اشتباہ دور کرنے کا ایک طریقہ مدت گزرنے کا انتظار کرنا ہے۔اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی مدت مقرر ہو اور معین ہو جیسے ماہِ رمضان کا آنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْه. (۴۳)

''جو ماہ رمضان کو پائے وہ اس کے روزے رکھے۔''

اگر معاملہ مشتبہ ہو جائے اور چاند ابر آلود ہو جائے اور نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا لازم ہیں۔کیونکہ حدیث میں ہے:

اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتموه فافطروا– فان غم عليكم فاتموا شعبان ثلاثين الا ان تروا الهلال قبل ذلک ثم صوموا رمضان ثلاثين الا ان تروا الهلال قبل ذلک.(۴۴)

''جب تم چاند کو دیکھو تو روزے رکھو اور جب تم چاند کو دیکھو تو افطار کرو اگر چاند ابر آلود ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو مگر یہ کہ تمہیں اس سے پہلے چاند نظر آئے- پھر رمضان کے تیس دن روزے رکھو مگر یہ کہ اس سے پہلے تمہیں چاند نظر آئے۔''

اجراء القرعہ۔قرعہ اندازی کرنا:

جب کوئی مصلحت پیش نظر ہو یا ایک پہلو میں حق واضح ہو تو پھر قرعہ اندازی جائز نہیں ہے۔کیونکہ ایسی صورت میں تو قرعہ اندازی کرنے سے متعین حق اور مصلحت کو ضائع کرنا ہے اور جہاں حقوق اور مصالح متعین و برابر ہوں اور مستحق کے بارے اشتباہ ہو اور تنازعہ ہو تو یہ قرعہ اندازی کا موقع ہے تا کہ آپس کے کینہ کو روکا جا سکے۔یعنی جہاں کسی ایک پہلو کے اختیار کرنے میں کوئی مصلحت بھی نہ ہو اور نہ ہی کسی کا دوسرے سے زائد حق ہو تو قرعہ اندازی کر لی جائے تا کہ بغیر قرعہ اندازی کے کسی ایک کو اختیار کرنے میں دوسرے کے دل میں کینہ نہ ابھرے۔لیکن اگر کسی ایک پہلو اختیار کرنے میں متعین مصلحت ہو یعنی اس کے چھوڑنے پر مصلحت فوت ہوتی ہو یا اس کا حق دوسروں سے

فائق ہو تو پھر اسی مصلحت یا حق والے پہلو کو اختیار کیا جائے گا۔ قرعہ اندازی اختیار نہ کی جائے گی۔ کیونکہ یہاں قرعہ اندازی اختیار کرنے میں متعین مصلحت یا حق کے ضائع ہونے کا امکان ہے۔(۴۵)

درج بالا بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی قانون میں شبہ کا اسلامی تصور موجود ہے۔ شبہ کی مختلف تعریفات و تعبیرات، شبہ کی اقسام، شبہ پیدا ہونے کے اسباب، شبہ کے زائل ہونے کے طرق جیسی سیر حاصل مباحث موجود ہیں۔ عبادات، معاملات، احوال الشخصیہ اور حدود میں شبہ کے اطلاق و نفاذ کی مکمل تفاصیل موجود ہیں۔

پاکستان کے عدالتی قانون میں شبہ کا تصور:

پاکستان کے عدالتی نظام کے عدالتی قانون (Court Law) میں شبہ کا تصور موجود ہے۔

New Concise Law Dictionary کے مطابق:

The (subjective) state of uncertainity as to the truth or reality of any thing (46)

''کسی معاملہ کی حقیقت یا صداقت کے بارے غیر یقینی حالت کو شبہ کہا جاتا ہے۔''

Black's Law Dictionary کے مطابق:

Doubt is uncertainity of mind, the absence of a settled opinion or conviction, the attitude of mind towards the acceptance of belief in a proposition, theory or statement, in which the judgement is not at rest but inclines alternately to either side(47).

''شبہ، ذہن کی غیر یقینی حالت، پختہ رائے و یقین کی عدم موجودگی، کسی نظریے یا مفروضے یا بیان کو مان لینے کے سلسلے میں ایسا ذہنی رویہ جس میں فیصلہ لچکدار ہو۔ اور دونوں جانب سے کسی ایک طرف بھی ہو سکتا ہو۔''

شبہ (Doubt) کو عدالتی قانون Court Law میں Reasonable Doubt اور Benefit of Doubt سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

Hand book of legal terms and phrases کے مطابق:

A session court explained the term "benefit of doubt" as meaning "reasonable doubt" and the court told the jury that when they cannot come to any conclusion and the decision hangs in balance, they will give the benefit of it to the accused(48)

''ایک سیشن کورٹ نے benefit of doubt کی وضاحت Reasonable doubt کے طور پر کی۔ عدالت نے جیوری کو بتایا کہ جب وہ کسی معاملہ میں نتیجہ اخذ نہیں کر سکتے اور فیصلہ کے لئے دونوں پہلو برابر ہوں تو ملزم کو شبہ کا فائدہ دیا جاتا ہے۔''

ان ساری تعریفات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شبہ، غیر یقینی کیفیت کو کہا جاتا ہے۔ جب فیصلہ کے لئے دونوں پہلو برابر ہوں تو ملزم کو شبہ کا فائدہ دیا جاتا ہے۔ شبہ کا یہ تصور، اسلامی قانون سے مطابقت رکھتا ہے۔

پاکستان کے عدالتی قانون میں شبہ کا اطلاق:

پاکستان کے عدالتی نظام میں Benefit of doubt کا اطلاق درج ذیل عدالتی فیصلوں Court rulings سے ظاہر ہے۔

Benefit of doubt in every case must go to the accused (Sc) PLD 1963 Sc 17(20) Sikandar(49)

شبہ کا فائدہ ہر فیصلہ میں ملزم کو دیا جانا چاہیے:

If an accused is able to raise reasonable doubt he is entitled to acquittal. (Fc) PLD 1953 Fc 93 Safdar Ali.(50)

''اگر ملزم شبہ پیدا کر لیتا ہے تو بری ہونے کا مستحق ہے۔''

عدالتی قانون میں وجود جرم اور اثبات جرم میں جہاں بھی اشتباہ پیدا ہوتا ہے تو پسندیدہ امر یہ ہے کہ ملزم پر حد نافذ نہ کی جائے۔ اور اسی پسندیدگی کا اظہار حدیث نبوی میں بھی کیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لئن اعطل الحدود بالشبهات احب الى من ان اقيمها بالشبهات (۵۱)

''شبہات کی بنا پر حدود کے قیام کی نسبت حدود کا سقوط مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

ملزم کی عدم موجودگی کا شبہ:

اگر کسی مقدمہ میں جائے وقوعہ پر ملزم کی موجودگی کا شبہ واقع ہو جائے اور وقوعہ کے وقت ملزم کی موجودگی کسی اور جگہ ثابت ہو جائے تو ملزم کو شبہ کا فائدہ دے کر بری کیا جا سکتا ہے۔

About the presence of the accused entitles him to benefit (DB) PJG 1981 Cr.C. (Pesh) 74 Haji Mir Aftab.(52)

''ملزم کی موجودگی کے بارے میں شبہ اس کو فائدہ دیتا ہے۔''

وجود جرم کے بارے میں شبہ:

حد کے نفاذ کے لئے وجودِ جرم ضروری ہے۔ ملزم کے ارتکاب جرم کے ثبوت کے بعد ہی اس کو سزا دی جا سکتی ہے۔ جہاں ملزم سے ارتکاب جرم مشتبہ امر ہو تو ملزم کو شبہ کا فائدہ دیا جائے گا۔

Where the guilt of the accused is doubtful. He should be acquitted and not sentenced to short term of imprisonment PLD 1963 Lab. 451 Mukhtar Ahmad. (53)

''جہاں ملزم کا جرم مشتبہ ہو۔ اس کو بری کیا جانا چاہیے۔ اور تھوڑے وقت کے لئے بھی جیل نہیں بھیجنا چاہیے۔''

اسلامی قانون میں بھی وجود جرم کے اشتباہ کی صورت میں شہادت کو رد کر دیا جاتا ہے۔

المبسوط میں ہے:

لو شهدا على القتل واختلفا فى الوقت اوالمكان فان الشهادة لا تقبل. (۵۴)

''اگر دو گواہ قتل کی گواہی دیں۔مگران کی گواہی میں قتل کے وقت اور جگہ میں اختلاف ہوتو گواہی رد کر دی جائے گی۔''

جرم وعدم جرم کے امکانات کی برابری کا شبہ:

جرم وعدم جرم کا التباس،شبہ کوجنم دیتا ہے۔اگر ملزم سے ارتکاب جرم اور عدم ارتکاب جرم کے برابر کے امکانات ہوں تو ملزم کوشبہ کا فائدہ دیا جاتا ہے۔

Out of the two aspects of matter the court should accept the one favourable to the accused. (Sc) PLD 1958 Sc (Pak) 12 Abdul Jamil (55)

''کسی معاملہ کے دو پہلوؤں میں سے عدالت کوملزم کے لئے مفید پہلو کو اختیار کرنا چاہیے۔''

Benefit of doubt as of right, is to be given to the accused when there is equal possibility of the accused being guilty or not quilty. PLJ 1984 Sc 61 Muhammad Ramzan. (56)

''شبہ کا فائدہ' ملزم کو دیا جانا چاہیے۔ جب ملزم کے گناہگار اور بے گناہ ہونے کے برابر امکانات ہوں۔''

Two explanations equally possible, one favouring the accused should be accepted PLD 1963 Kar. 684 Allah Bakhsh. (57)

''اگر کسی معاملہ میں دو مفاہیم کا امکان ہوتو ملزم کے لئے مفید مفہوم کو قبول کیا جانا چاہیے۔''

Who caused the grievous hurt? not known. Benefit given to all accused. DB (NLR). Cr. 321 Naseer Ahmad. (58)

''زخم کس نے لگایا یہ معلوم نہیں ہے۔ شبہ کا فائدہ تمام ملزموں کو دیا جائے۔''

Person who caused fatal blow not discoverable, each accused given benefit of doubt. Conviction altered from Sec. 302 to 325, PPC and sentence from life imprisonment to 7 years 1984 SCMR 284 Muhammad Latif. (59)

''وہ شخص جس نے ضرب لگائی' معلوم نہیں ہوسکا۔ ہر ملزم کو شبہ کا فائدہ دیا گیا مقدمہ کی دفعہ 302 کو 325 سے بدل دیا گیا-عمر قید کی سزا کو 7 سال کی سزا میں تبدیل کیا گیا۔''

ان تمام تصریحات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اثبات جرم کے یقین کے بغیر حد کا نفاذ نہیں ہوگا۔ بلکہ ملزم کو شبہ کا فائدہ دیا جائے گا۔

اسلامی قانون میں بھی ارتکاب وعدم ارتکاب جرم کے اشتباہ کی صورت میں شہادت کو رد کر دیا جاتا ہے اور حد نافذ نہیں کی جاتی ہے۔

المبسوط میں ہے:

ولو شهدا على رجلين أنهما قتلا رجلاً. أحدهما بسيف والآخر با لعصاء، ولا يدريان ايهما صاحب العصاء، لم تجز شهادتها. (٦٠)

''اگر دو گواہوں نے دو افراد کے بارے میں گواہی دی کہ انہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔ ایک تلوار کے ساتھ اور دوسرا لاٹھی کے ساتھ تھا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ لاٹھی کس کے پاس تھی۔ تو ان کی گواہی (حد کے نفاذ) کے لئے قبول نہیں ہے۔''

گواہی میں رکاوٹ کا شبہ:

اثبات جرم کے لئے ضروری ہے کہ گواہ عدالت میں جج کے سامنے اپنی گواہی کو تفصیل سے بیان کریں اگر گواہوں کی گواہی مبہم ہو یا گواہی میں رکاوٹ اور تاخیر ہو تو یہ رکاوٹ اور تاخیر شبہ کا سبب بنے گی اور ملزم کو benefit of doubt کی بنا پر بری کیا جاسکتا ہے۔

Delay of 24 hours in FIR important witnesses with

held, prosecution story not confidence inspiring possibility that occurence was unseen existence, the accused given benefit of doubt acquitted. 1976. Cr. LJ 781 Muhammad Khan.(61)

''ایف۔آئی۔آر میں 24 گھنٹے کی تاخیر، اہم گواہی میں رکاوٹ، استغاثہ کی تفصیل قابل اعتماد نہیں، زیادہ امکان یہ ہے کہ وقوعہ کی شہادت نہیں ہے، ملزم کو شبہ کا فائدہ دے کر بری کیا گیا۔ اسلامی قانون میں بھی شہادت میں تاخیر شبہ کو جنم دیتی ہے۔''

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں ہے:

فلما لم يشهد على فور المعاينة حتى تقادم العهد، دل ذلک على اختيار جهة الستر، فاذا شهد بعد ذلک دل على أن الضغينة حملته ذلک، فلا تقبل شهادتهٔ(٦٢)

اگر وہ وقوعہ جرم کے دیکھنے کے بعد اس کے بارے میں فوراً گواہی نہ دے حتیٰ کہ ایک زمانہ گزر جائے تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس نے پردہ پوشی کی جہت کو اختیار کیا ہے۔ اگر وہ اس کے بعد گواہی دے تو یہ امر اس کی دلیل ہے کہ گواہی دینے پر اسے بغض وعناد نے اکسایا ہے۔

میڈیکل رپورٹ کا شبہ:

اثبات جرم کیلئے ضروری ہے کہ ملزم پر لگائے جانے والے الزامات کی میڈیکل رپورٹ سے تصدیق ہو، اگر میڈیکل رپورٹ ہی مقام شبہ بن جائے تو اثبات جرم ناممکن ہو جاتا ہے اور ملزم کو شبہ کا فائدہ دے کر بری کر دیا جاتا ہے۔

Prosecution story that each of the two accused fired a shot hitting the deceased. Medical evidence showed one bullet entry and one exit wound only. Benefit of doubt given to the accused and acquitted. (Sc) 1972 ScMR 578 Darya Khan. (63)

''استغاثہ کی تفصیل میں مقتول پر دو ملزموں نے فائر کیا۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق ایک گولی

جسم میں داخل اور زخم لگاتی ہوئی باہر نکل گئی۔ شبہ کا فائدہ دیتے ہوئے ملزموں کو رہا کر دیا گیا۔''

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عدالتی قانون میں شبہ کا تصور موجود ہے۔ اس قانون میں Benefit of doubt کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تمام فیصلوں میں ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ شبہ کا فائدہ ملزم کو دے کر بری قرار دیا جائے۔ یا سزا میں تخفیف کر دی جائے۔

اسلامی قانون اور پاکستان کے عدالتی قانون میں مماثلت:

1۔ دونوں قوانین کی تعریفات میں مماثلت پائی جاتی ہے۔

2۔ اسلامی قانون میں حلت وحرمت کی غیر یقینی کیفیت کو شبہ کہا جاتا ہے جبکہ پاکستان کے عدالتی قانون میں حقیقت وصداقت کی غیر یقینی کیفیت کو شبہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

3۔ اسلامی قانون میں شبہ کی بنا پر حد کے نفاذ کو روکنا پسندیدہ امر ہے اور یہی پسندیدگی، عدالتی قانون میں Benefit of Doubt کے نام سے موجود ہے۔

4۔ دونوں قوانین جائے وقوعہ پر ملزم کی موجودگی کے شبہ کی صورت میں سقوط حد کے قائل ہیں۔

5۔ دونوں قوانین وجود جرم کے بارے میں شبہ کی صورت میں حد کو ختم کر دیتے ہیں۔

6۔ دونوں قوانین جرم وعدم جرم کے امکانات کی برابری کے شبہ کی صورت میں حد کے نفاذ کو روک دیتے ہیں۔

7۔ دونوں قوانین گواہی میں تاخیر کی صورت میں اشتباہ کے قائل ہیں اور شبہ حدود کو ختم کر دیتا ہے۔ اسلامی قانون اور پاکستان کے عدالتی قانون میں فرق شبہ کے متعلق دونوں قوانین کے لحاظ سے چند امور میں فرق پایا جاتا ہے۔

8۔ اسلامی قانون میں شبہ فی الفعل، شبہ فی الفاعل، شبہ فی العقد اور شبہ فی الطریق کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ جبکہ پاکستان کے عدالتی قانون میں ان جیسی اصطلاحات موجود نہیں ہیں۔

9۔ اسلامی قانون میں شبہ پیدا ہونے کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ جبکہ پاکستان کے عدالتی قانون میں اسباب کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

10۔ اسلامی قانون میں شبہ کے ازالہ کے طرق بیان کئے گئے ہیں۔ جبکہ پاکستان کے عدالتی قانون میں ایسی کوئی بحث موجود نہیں ہے۔

11۔ اسلامی قانون میں شبہ کے بارے میں واضح اصول موجود ہیں جبکہ پاکستان کے عدالتی قانون میں صرف

Court Rulings سے شبہ کی تفاصیل اخذ کی گئی ہیں۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی قانون میں شبہ کا تصور زیادہ جامع اور واضح ہے۔

حاصل بحث:

حاصل بحث یہ ہے کہ شبہ سے مراد حلت وحرمت کی غیر یقینی کیفیت ہے۔ شبہ کسی ثابت ہونے والی چیز سے مشابہت تو رکھتا ہے مگر فی الواقع ثابت نہیں ہوتا۔ اسلامی قانون اور عدالتی قانون دونوں میں شبہ کا تصور موجود ہے۔ اسلامی قانون میں شبہ کا زیادہ جامع تصور موجود ہے۔ شبہ کی مختلف تعبیرات وتشریحات بیان کی گئی ہیں۔ فقہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں قیاس کی مختلف اقسام بیان کی گئی ہیں۔ شبہ کے پیدا ہونے کے اسباب کا تعین کیا گیا ہے۔ شبہ کے ازالہ کے طرق کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں موجودہ عدالتی قانون میں یہ تمام تفاصیل اس شرح وبسط کے ساتھ موجود نہیں ہے۔ عدالتی قانون میں شبہ کا تصور موجود ہے لیکن اسلامی قانون کی طرز پر شبہ کی اقسام بیان نہیں کی گئی ہیں۔ شبہ پیدا ہونے کے اسباب کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ شبہ کے ازالہ کے طرق پر بھی بحث نہیں کی گئی ہے۔ عدالتی قانون میں شبہ کے تمام خدوخال کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

عدالتی قانون میں Benefit of Doubt کا تصور موجود ہے۔ ہر کیس کی الگ نوعیت کے مطابق شبہ کی تمام صورتوں کا جائزہ لے کر مجرم کو شبہ کا فائدہ دینے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ شبہ کے غیر واضح، مبہم اور محدود تصور کی وجہ سے عدالتی قانون میں Benefit of Doubt کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ اکثر مقدمات میں شبہ کی بنا پر مجرم بری ہو جاتے ہیں۔ اس طرح جرائم کی شرح میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مجرموں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔

سفارشات:

اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اسلامی قانون کی طرح پاکستان کے عدالتی قانون میں شبہ کے تصور کو زیادہ جامع بنایا جائے۔

i۔ شبہ کی اقسام کا تعین کیا جائے۔

ii۔ شبہ کے اسباب پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

iii۔ ان ممکنہ صورتوں کو ترتیب دیا جائے جن میں شبہ کا فائدہ مجرم کو دیا جا سکتا ہے۔

عدالتی قانون کے ماہرین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس اہم کام پر توجہ دیں تا کہ عدالتی قانون میں Benefit of Doubt کے غلط استعمال کو روکا جا سکے۔

حوالہ جات/حواشی

۱- ابن منظور، لسان العرب، باب الہاء، فصل الشین، دار صادر، بیروت، ج ۱۳، ص ۵۰۴

۲- الشیرازی، القاموس المحیط، باب الہاء، فصل الشین، مؤسسۃ الحلبی وشرکاۃ للنشر والتوزیع، قاھرہ، ج ۴، ص ۲۸۶

۳۔ احمد بن علی، المصباح المنیر، کتاب الشین، دار صادر، بیروت، ج ۱، ص ۳۰۳

۴- سعید الخوری، افرات الموارد فی فصح العربیہ والشوارد، باب الشین، مرسلی الیسوعیہ، بیرت، ۱۸۸۹ء، ج ۱، ص ۵۶۹

۵۔ جرجانی، التعریفات الجرجانیۃ، باب الشین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ص ۱۲۴

۶۔ ابن ہمام، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، المکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ، پاکستان، ج ۵، ص ۳۲
ابن نجیم، البحر الرائق، ایچ، ایم، سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی، ج ۵، ص ۱۱
الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، مکتبہ الرشیدیہ، کوئٹہ، پاکستان، ج ۷، ص ۳۶
ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، المکتبہ الماجدیہ، پاکستان، ج ۳، ص ۱۶۹

۷۔ الخطیب الشربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج، دار الفکر، بیروت، ج ۳، ص ۱۴۹

۸۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ج ۵، ص ۳۳

۹۔ ایضاً، ج ۵، ص ۳۳

۱۰۔ ایضاً، ج ۵، ص ۳۳

۱۱- المائدۃ: ۲۸

۱۲۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، السنن، کتاب التجارات، باب مالرجل من مال ولدہ، ج ۲، ص ۱۶۵

۱۳۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ج ۵، ص ۳۵

۱۴۔ ایضاً، ج ۵، ص ۳۵

۱۵۔ الدسوقی، محمد عرفہ، حاشیۃ الدسوقی علی شرح الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۴، ص ۳۱۴

۱۶۔ شطا الدمیاطی، ابوبکر بن محمد، اعانۃ الطالبین، المطبعۃ المیمنیہ، مصر، ج ۳، ص ۳۳۷

۱۷- العز الدین بن عبدالسلام، قواعد الاحکام، دار القلم، دمشق، ج ۲، ص ۱۳۷

۱۸۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۳۷

۱۹۔ ابن قدامہ،عبدالرحمٰن بن محمد،الشرح الکبیر،ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع،امبابہ،۱۰/۱۸۲،۱۰/۲۸۳،
المقدسی،موسیٰ بن احمد،زادالمستقنع فی اختصار المقنع،مکتبۃ النھضۃ الحدیثیہ،مکۃ المکرّمہ،ج۱،ص۱۰۴
ابن مفلح الحنبلی،المبدع شرح المقنع،المکتب الاسلامی،بیروت،ج۹،ص۳۲۵

۲۰۔ عبدالکریم بن محمد،فتح العزیز شرح الوجیز،دارالکتب العلمیہ،بیروت،ج۱،ص۱۰۱

۲۱۔ الحصکفی،محمد بن علی،الدرالمختار،دارالکتب العلمیہ،بیروت،ص۱۰۱

۲۲۔ الزیلعی،عثمان بن علی،تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق،مکتبہ امدادیہ،ملتان،ج۳،ص۲۴۲

۲۳- البیہقی،ابوبکر احمد بن الحسینی،السنن الکبریٰ،کتاب الحدود،دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر،بیروت،لبنان،ج۸،ص۲۳۸

۲۴- ابن ابی شیبہ،المصنف،کتاب الحدود،مکتبہ الدراسات والبحوث فی دارالفکر،بیروت،ج۶،ص۵۱۵

۲۵۔ ابن نجیم،زین الدین،البحرالرائق،ج۱،ص۱۳۴

۲۶۔ ابن ہمام،فتح القدیر،ج۵،ص۳۹

۲۷- ابن نجیم،البحرالرائق،ج۳،ص۱۰۹

۲۸۔ ابن قدامہ،عبداللہ بن احمد،المغنی،دارعالم الکتب،الریاض،سعودی عرب،ج۹،ص۳۴۵

۲۹۔ البیہقی،السنن الکبریٰ،ج۸،ص۲۳۸

۳۰۔ عبدالکریم بن محمد،فتح العزیز شرح الوجیز،دارالکتب العلمیۃ بیروت،ج۲،ص۵۱

۳۱۔ ابن ہمام،فتح القدیر،ج۱،ص۴۳

۳۲۔ وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ،الموسوعۃ الفقھیہ،کویت،ج۱۰،ص۲۸۶

۳۳۔ الزیلعی،عثمان بن علی،تبیین الحقائق،ج۱،ص۶۲

۳۴۔ الکاسانی،بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،ج۳،ص۲۲۶

۳۵۔ ایضاً،ج۱،ص۱۱۸

۳۶۔ الترمذی،محمد بن عیسٰی،الجامع الترمذی،کتاب الصلوٰۃ،ایچ ایم سعید کمپنی،ادب منزل،کراچی،ج۱،ص۸۰

۳۷۔ البقرہ:۱۱۵

۳۸۔ الزیلعی،تبیین الحقائق،ج۱،ص۱۰۱

۳۹۔ وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ،الموسوعۃ الفقھیہ،کویت،ج۲۵،ص۳۰۲

۴۰۔ عبدالعزیز،کشف الاسرار،دارالکتب العربی،بیروت،ج۳،ص۲۰۱

۴۱۔ الکاسانی،بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،ج۱،ص۲۶

۴۲۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ج۱،ص۵۴

۴۳۔ البقرہ:۱۸۵

۴۴۔ النسائی، احمد بن علی، السنن، ص۲۳۲

۴۵۔ وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، الموسوعۃ الفقھیہ، ج۱۰،ص۲۹۰

46. M. Akram, New Concise Law Dictionary, P:270

47. Henry Campbel, Black's Law Dictionary P: 491

48. M. Ilyas Khan, Hand Book of Legal Terms and Phrases P:122

49. Virk, Selected Rulings, P: 170

50. Loc Cit.

۵۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، کتاب الحدود، ج۶،ص۵۱۵

52. Virk, Selected Rulings, P: 170

53. Loc Cit.

۵۴۔ سرخسی، شمس الدین، المبسوط، دار المعرفہ، بیروت، لبنان، ج۶،ص۱۰۴

55. Virk, Selected Rulings, P: 171

56. Loc Cit.

57. Virk, Selected Rulings, P: 172

58. Loc Cit.

59. Loc Cit.

۶۰۔ سرخسی، شمس الدین، المبسوط، ج۲۶،ص۱۷۱

61. Virk, Selected Rulings, P: 173

۶۲۔ الکاسانی، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ج۷،ص۴۶

63. Virk, Selected Rulings, P: 173